عنوان

INTRODUCTION AND ANALYSIS OF ARABIC MAGAZINE AND WALL MAGAZINE OF JAMIA ULOOM ISLAMIA ALLAMA BANURI TOWN KARACHI

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے عربی مجلے اور جداریے کا تعارف اور تجزیہ

مقالہ نگار

محمد یونس

ریسرچ سکالر فیڈرل اردو یونیورسٹی کراچی

INTRODUCTION AND ANALYSIS OF ARABIC MAGAZINE AND WALL MAGAZINE OF JAMIA ULOOM ISLAMIA ALLAMA BANURI TOWN KARACHI

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے عربی مجلے اور جداریے کا تعارف اور تجزیہ

ABSTRACT:

This article contains the research and introduction of the Arabic magazine "Al-Bainat" and the Wall magazine "Sahwa Al-Adabiya" published by Jami at Uloom Al-Islamiyah Allama Banuri Town Karachi, a well-known religious institution of Karachi. It gives a full introduction to this quarterly magazine and a commentary and thorough introduction to the Jadriya published to embellish and improve students' Arabic writing. Also, Arabic literature and its dissemination in Pakistan, and those interested in it can be well estimated.

Keywords: Religious institution, Al-Bainat, Arabic magazine.

دیگر ممالک کی طرح ملک خداداد پاکستان میں بھی عربی زبان وادب کی درس وتدریس، تحریر وتقریر اور نشرواشاعت میں دینی اور عصری علوم کے ادارے خاص دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ عربی زبان دیگر غیر عربی ممالک کی بہ نسبت پاکستان میں زیادہ لکھی سمجھی اور پڑھی جاتی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ بالخصوص اسلامی مدارس عربی زبان کی نشر اشاعت میں اہم کردار ادا کررہے ہیں زیر نظر تحریر بھی اس طرح کی ایک دینی مدرسہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے شائع ہونے والے عربی مجلے اور جداریے کے تعارف اور تجزیہ پر مشتمل ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ کا تعارف

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بانی اول حضرت العلامہ الشیخ مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ ہیں، انہوں نے محرم ۱۳۷۳ہجری بمطابق ۱۹۵۳عیسوی کو جامعہ کی بنیاد رکھی، اصل بنیاد مسجد سے شروع کی جو کہ علامہ بنوری ٹاؤن میں واقع ہے، اور یہ بنیاد محض اللہ تعالی پر

توکل کر کے رکھی گئی تھی، اس میں نہ کوئی ٹرسٹ کا انتظام تھا اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی امداد، اس وقت نہ کسی کلاس کی ترتیب تھی اور نہ ہی طلبہ کے لئے رہائش کا انتظام تھا، اس وقت شروع شروع میں طلبہ کی تعداد دس سے اوپر نہیں تھی، یہ وہ طلبہ تھے جو بڑے مدارس سے علوم اسلامیہ کے فارغ التحصیل تھے، اس کے بعد وقتاً فوقتاً جامعہ میں اونچے درجات کا اضافہ ہوا، یہاں تک کہ جب حضرت کا انتقال ہوا تو اس وقت یہ جامعہ اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا۔

جامعہ کے اہداف و مقاصد

۱۔ ایسے علماء اور مبلغین تیار کرنا جو علم و تقوی اور حلم و اخلاص سے لیس ہو کر جو دین اسلام کی اشاعت کر سکیں۔

۲۔ علمی میدان میں اندرون ملک یا بیرون ملک کے دینی ادارے، جامعات اور مراکز کے درمیان باہمی تعاون اور روابط کا قیام۔

۳۔ دینی و علمی کتب کی تالیف، فرق باطلہ کی تردید، نیز عربی سے اردو یا اردو سے عربی کتب کا ترجمہ

۴۔ قران و سنت کی روشنی میں بدعت اور گمراہ کن فرقوں کا مقابلہ۔

۵۔ مسلمانوں کی دینی و دنیوی مشکلات کا حل کتاب و سنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں۔

۶۔ عربی زبان کی ترویج و اشاعت اور قران و سنت کی زبان ہونے کی وجہ سے اس کی ثقافت و تہذیب کی حفاظت۔

۷۔ قرآن و سنت ثابت شدہ عقیدہ صحیحہ کی حفاظت جو سلف صالحین کے طور طریقے کے مطابق ہو۔

۸۔ تعلیم و تربیت میں دینی و اسلامی شعار کا اہتمام، اور تشبہ بالکفار سے پرہیز۔

جامعہ کے بانی اول کی وفات کے بعد حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رحمہ اللہ مہتمم ثانی مقرر ہوئے، پھر ان کی وفات کے بعد ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید مہتمم ثالث مقرر ہوئے، ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب رحمہ اللہ مہتمم رابع متعین ہوئے، ان کے انتقال کے بعد اب مہتمم خامس حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری حفظہ اللہ ہیں۔

یہ تحریر کراچی کے معروف دینی ادارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاون کراچی سے جاری ہونے والے عربی مجلہ ''البینات'' اور عربی جداریہ ''الصحوۃ الأدبیۃ'' کی تحقیق اور تعارف پر مشتمل ہے۔ جس سے اس سہ ماہی مجلے کا بھرپور تعارف اور طلبہ کی عربی تحریر کو

سنوارنے اور بہتر بنانے کے لیے جارے کیے گئے جداریے پر ایک تبصرہ اور جاندار تعارف پیش کرتا ہے۔ جس سے پاکستان میں عربی ادب اور ان کی نشر واشاعت، اور اس میں دلچسپی رکھنے والوں کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سہ ماہی البینات کا تعارف اور خدمات

اسلام پر آغاز دعوت ہی سے اہل باطل کی سخت یورش رہی ہے، اور امت مسلمہ کو ہر دور میں دشمنان اسلام سے بڑی معرکہ آرائی کرنی پڑی ہے، اعداء نے دین حق کو مٹانے کے لئے ہر طرف سے حملے کئے اور ہر سمت سے کئے اور ہر سمت سے بھرپور وار کیا مگر مسلمانوں نے ہر حملہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر وار کا منہ توڑ جواب دیا۔ یہ کبھی جان ومال پر ہوئے اور کبھی دین وایمان پر، کبھی تیغ وسنان سے نبرد آزمائی ہوئی اور کبھی زبان وقلم سے معرکہ آرائی۔ مسلمانوں پر بڑے بڑے سخت وقت آئے اور گزر گئے، کٹھن سے کٹھن گھڑیاں آئیں اور بیت گئیں۔ دشمنان اسلام آندھی کی طرح اٹھے اور رعد کی طرح گرجے لیکن دین حق کی شمع اسی طرح تاباں وفروزاں رہی، گزشتہ بارہ سو سال میں کیا کیا نہ ہوا، صلیبیوں نے بڑے ساز وسامان سے متحد ہو کر حملہ کیا اور ناکام واپس گئے، ترک فاتحانہ آئے اور مفتوح ہو کر رہ گئے۔ پرستاران صلیب نے اندلس سے مسلمانوں کو بے دخل کیا تو حلقہ بگوشان اسلام نے ان کے عین قلب قسطنطینہ پر قبضہ جما لیا، تاریخ میں ان رزم آرائیوں کی یاد آج بھی تازہ ہے۔ [1]

معرکۂ قلم میں کیا ہوا فلسفۂ یونان کے اثر سے جو اضطراب فکر مسلمانوں میں پیدا ہوا چلا تھا جس کی بدولت الحاد وزندقہ نے جنم لیا، باطنیت اور اعتزال نے زور پکڑا، وہ متکلمین اسلام کی دقیقہ سنجیوں اور موشگافیوں کے مقابلہ میں بالکل نہ ٹھہر سکا، تھوڑی سی عقلی کشاکش کے بعد پاور ہوا اُٹھوا اور بیخ وبنیاد سے اکھڑ کر رہ گیا، ادھر کئی دہائیوں سے مسلمانوں پر انحاط کے آثار نمایاں تھے اور ان اولوالعزمی، ولولہ اور جوش کا فقدان تھا جو ان کے اسلاف کا طغرائے امتیاز تھا ہمتیں پست ہو گئیں اور حوصلے جاتے رہے، اس عرصہ میں انہوں نے ہر جملہ کا مفتوحانہ مقابلہ کیا ہے، پہلے میدانی شکستیں کھائیں، سلطنتوں پر زوال آیا، ملک پر غیروں کا قبضہ ہوا، اب ذہنی غلامی مبتلا ہیں، خاص طور پر وہ طبقہ جس کے ہاتھ میں اقتدار کی بھاگ دوڑ ہے، اور جو ہر جگہ اور ہر ملک میں سیاست وصحافت اور آئین سازی ونظام تعلیم پر مسلط ہے وہ ہمہ تن فاتح قوم کے رنگ میں رنگا ہوا ہے اور کلی طور پر اس سے متاثر ہے، اسی کی آنکھ سے دیکھتا ہے، اسی کے کان سے سنتا ہے اور اسی کے دل

ودماغ سے سوچتا اور غور وفکر کرتا ہے، اس کے نزدیک ہر شئ میں حسن وقبح کا ٹھیک ٹھیک وہی معیار ہے جو فاتح قوم کا ہے، نتیجہ یہ کہ اسلام پر اس وقت ہر طرف سے جاہلیت جدیدہ کی چڑھائی ہے، اور ہمارا با اختیار طبقہ دیوانہ وار اس نافذ کرنے کی دُھن میں تن من دھن سے لگا ہوا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ ایسا سخت وقت مسلمان قوم پر کبھی نہیں آیا، یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ اسلام اور جاہلیت کی آخری جنگ ہے، اگر مسلمانوں نے اس وقت اس خطرہ کا صحیح احساس کر کے اس کے خلاف پوری طرح صف آرائی نہ کی، تو عین ممکن ہے کہ جاہلیت نمائندگان اسلام کو ایک چھوٹے سے خطۂ ارضی میں محدود و محصور کر کے رکھ دے۔[2]

یاد رکھیئے، اس جاہلیت کے مقابلہ میں اب تک جو لڑائی لڑی گئی اس کی حیثیت محض دفاعی تھی کہ جہاں تک ہو سکا قوم کو اس سے بچانے کی کوشش کی گئی اور اس سلسلہ میں صرف روکنے اور باز رکھنے کو کافی سمجھا گیا حالانکہ ضرورت اقدامی حملہ کی تھی، چاہیئے یہ تھا کہ ان علوم وفنون کا تنقیدی جائزہ لیا جاتا اور ان نظریات وافکار کا علمی محاسبہ کیا جاتا جن کے جلو میں یہ درآمد ہوئی تھی اور اس فلسفہ کی دھجیاں اڑائی جاتیں جس کے سایہ میں یہ پروان چڑھی تھی اور ایک ایسی نسل تیار کی جاتی جو علوم اسلامیہ سے واقفیت کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ سے بھی باخبر ہوتی اور وہ ہر شعبۂ زندگی میں اسلام کی بالادستی کو ثابت کر سکتی لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہ ہو سکا۔[3]

اس کے کچھ قدرتی اسباب بھی تھے، فاتح اور مفتوح میں عرصہ تک اجنبیت رہا کرتی ہے اور مدت تک ایک دوسرے کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھا کرتے ہیں، مسلمان ایک غیور قوم تھی انہوں نے صدیوں تک اقوام عالم کی امامت کی تھی، بارہ سو سال تک وہ متمدن دنیا کے بہت بڑے حصہ پر بلا شرکت غیرے قابض ومتصرف رہ چکے تھے، ان کا اپنا فلسفہ تھا علوم وفنون تھے، وہ اپنے اعلی اخلاق اور مذہب وتمدن کے اعتبار سے دنیا جہاں سے فائق تھے، وہ اپنے اعلی اخلاق اور تہذیب وتمدن کے اعتبار سے دنیا جہاں سے فائق تھے، تاریخ میں پہلی مرتبہ ان کو مغربی اقوام کے مقابلہ میں اس صورت حال سے دوچار ہونا پڑا تھا، ظاہر ہے کہ نفسیاتی طور پر فاتح سے جو نفرت ان کو ہونی چاہیئے تھی وہ ہوئی اور عرصہ تک زندگی کے ہر شعبہ میں انہوں نے من حیث القوم اس ترک تعلق قائم رکھا، آہستہ آہستہ ان کی مقاومت میں کمی آئی گئی اور ہر جگہ اور ملک میں سب سے پہلے مسلمانوں کے اس طبقہ نے جو نزاد دنیا طلب تھا فاتح قوم سے آشنی کی، ان کے افکار کو اپنایا ان کے وضع قطع کو اختیار کی ان کے علوم کو پڑھا اور اپنے اندر ہضم کیا اس سے ان کو خاطر خواہ منافع حاصل ہوئے، پھر کیا تھا ساری قوم اسی ڈگری

پر چل پڑی، نظام تعلیم پر اغیار کا قبضہ تھا انہوں نے اسکول سے لیکر کالج تک زندگی کے ہر شعبے سے اسلامی اثر و نفوذ کو چن چن کر نکال ڈالا آخر جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا، ایک نئی نسل عالم وجود میں آئی جو زبانی نعرہ بازی کا جہاں تک تعلق ہے پوری اور پکی مسلمان ہے، سیاسی اور معاشرتی مصالح اس کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں ک وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے اور ببانگ دہل اپنے اسلام کا اعلان کرے، لیکن اس کے تحت الشعور میں اسلام کا کوئی ٹھوس تصور نہیں نہ اسلام کے عقائد و مبادی پر ان لوگوں کا یقین ہے، نہ اس کے شعائر کی ان کے دل میں عظمت ہے، نہ اسلامی جذبات ہیں نہ اسلامی غیرت و حمیت، جمہور بہر حال اب بھی مسلمان ہیں مگر ان پر جو طبقہ مسلط ہے وہ ذہنی طور پر اسلام سے مطمئن نہیں، بد قسمتی سے اسی طبقہ کے ہاتھ مین ان کی زمام ہے اور ادب و صحافت، قانون و عدالت، تعلیم و معاشرت، غرض ہر شعبۂ زندگی پر یہی لوگ ہیں جو ہر جگہ چھائے ہوئے ہیں، ان میں کھلے ہوئے ملحد بھی ہیں اور چھپے منافق بھی، کچھ مومن بھی ہیں مگر حد درجہ ضعیف الایمان کہ اسلام کے لئے بحیثیت اسلام کچھ کرنے پر آمادہ نہیں۔[4]

یہ صورت حال تھا جو ایک عرصہ سے امت مسلمہ کو دعوت عمل دے رہی تھی اور ان کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرنا چاہتی تھی۔

اس وقت کی سب سے بڑی اسلامی خدمت موجودہ نوجوان نسل کو اسلام سے آشنا کرنا ہے، ضرورت اس امر کی تھی کہ جس طرح بھی بن سکے ان کو اصلی اور پکا مسلمان بنایا جائے، اہل دل اپنے قلبی توجہات سے، اہل قلم اپنی تصنیفات سے، معلمین اور اصحاب درس تعلیم و تدریس سے، خطبا اور مقررین اپنی تقریر و خطابت سے، ارباب اثر اپنے اثر ورسوخ سے مغرب کے اس طلسم کو توڑیں جس نے اس نسل کو مسحور کر رکھا ہے۔

موجودہ تعلیم یافتہ طبقہ کی ذہنی بے اطمینانی اور اضطراب فکر کو دور کرنے کے لئے شدید ضرورت اس امر کی تھی ایسا صالح دلآویز اور مؤثر اسلامی و دینی اور علمی لٹریچر فراہم کیا جائے جس سے وہ گتھیاں سلجھ جائیں جو مغربی اقوام کی زیر اثر رہنے اور ان کے نظریات و افکار کے مطالعہ نے ان کے خانہائے دماغ میں پیدا کر دی ہیں تاکہ اسلام اپنی پوری تابانی اور جلوہ گری کے ساتھ ان کے دل و دماغ کو منور کر سکے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی میں ایک "شعبہ تصنیف" قائم کر دیا گیا تھا اور ماہنامہ بینات اردو اور البینات عربی کا اجراء اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔[5]

یہ رسالہ خالص دینی اور علمی رسالہ ہے جس کے مقاصد حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ اسلام کے اساسی مسائل کی حفاظت، اور عصر حاضر کے علمی فتنوں کی نشاندہی اور ان کے مؤثر جوابات

۲۔ جدید فقہی مسائل کا قدیم فقہ اسلامی کی روشنی میں صحیح حل۔

۳۔ علوم اسلامیہ تفسیر، حدیث، فقہ اصول اور کلام پر علمی مقالات کی اشاعت۔

۴۔ جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی دینی و علمی تربیت کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات پر اچھے اچھے مضامین لکھنا۔

۵۔ مستشرقین اور دیگر معاندین اسلام نے اسلام کے بارے میں جو مختلف طریقوں سے غلط فہمیاں پھیلائی ہیں ان کا علمی اور ٹھوس طریقہ پر موثر انداز میں انداز میں ازالہ کرنا۔[6]

البینات کے مضامین

چونکہ بینات جاری کرنے کا مقصد محض معاشرے کی اصلاح اور اسے مکمل دینی ماحول کے مطابق تیار کرنا ہے اس لئے سہ ماہی البینات عربی کے مضامیں بھی اکثر دینی اور اصلاحی ہوتے ہیں، اور خاص کر اہل علم اس طرف متوجہ کرنا کہ اپنی علمی پختگی پر زیادہ توجہ دیں اور معاشرے کو اچھے طریقے سنواریں، اس حالت کے پیش نظر سہ ماہی البینات عربی میں عربی ادب اور بلاغت کے متعلق بہت کم مضامین دیکھنے کو ملیں گے، جو مضامین ماہنامہ البینات عربی میں شائع ہوتے ہیں، ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔[7]

ان میں سب سے پہلے جس عنوان سے جو مضامین شائع ہوتے ہیں اس عنوان کا نام ہے "کلمۃ العدد"، اس عنوان کے تحت تمام مضامین جو عربی میں شائع ہوتے ہیں، وہ چیف ایڈیٹر کی طرف سے لکھے جاتے ہیں، جسے عربی کے اس مجلہ میں "رئیس التحریر" کا نام دیا جاتا ہے، رئیس التحریر اس عنوان کے تحت مختلف موضوعات کو لیتا ہے، کبھی تو اس میں وہ مضامین تحریر میں لائے جاتے ہیں جو محض معاشرے کو دینی اطوار و اقدار کے بارے میں ترغیب دی جاتی ہے، یا پھر وہ کسی شخصیت کو لے کر اس کے حالات زندگی پر مشتمل اسباق کو زیر قلم

کرتے ہیں، اور پھر کبھی عربی کی اہمیت اور ضرورت کی طرف اہل مدارس اور شائقین عربیۃ کو متوجہ کرتے ہیں، نیز اس سیرت الرسول اور سیرت صحابہ بھی قاری کی نظر کرتے ہیں۔[8]

اس کے علاوہ البینات عربی کے مضامین کسی خاص عنوان کے ساتھ مرتب ہمیں دیکھنے کو نہیں ملتے ہیں، البتہ ان یہ اکثر علمی اور دلائل لبریز ہو کر شائع ہوتے ہیں۔

یہ بات ضرور ذکر کرنے کے قابل ہے کہ البینات عربی کے تمام مضامین کے آخر میں ایک عنوان ضرور ہوتا ہے جس میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں اس شمارہ کے شائع ہونے کی تاریخ سے گذشتہ تین ماہ کے وہ اخبار اور احوال کو زیر بحث لایا جاتا ہے، جو جامعہ کے اندر پیش آئے، مثلا، جامعہ کے داخلوں کا اعلان، یا داخلوں کا طریقہ کار، یا پڑھائی کے بارے میں کوئی بڑی خبر شائع کرنا ہو، یا امتحانات کے متعلق خبر، یا معلومات، یا پھر جامعہ میں کوئی پروگرام ہو کر اس کی اشاعت، یا چھوٹیوں کے متعلق کوئی اہم اطلاع ہو ان سب کا احاطہ یہی عنوان کرتا ہے، جسے عربی میں ’’انباء‘‘ کے نام سے جاری کیا جاتا ہے۔[9]

تاہم جو مضامین اس کے علاوہ ہیں وہ مختلف موضوعات پر شائع ہوتے رہتے ان میں کبھی تحقیقی موضوع بھی ہوتا ہے جیسے کسی حدیث پر تحقیقی کلام ہوتا ہے، نیز کسی تاریخی واقعہ پر قول فیصل یا اس طرح کے دیگر مضامین بھی شائع ہوتے ہیں، لیکن جیسے ہم نے پہلے ذکر کیا کہ یہ مضامین کسی خاص عنوان سے موسوم نہیں ہوتے جس طرح دیگر مجلات میں ہوتا ہے، مثلا اگر کوئی مضمون کسی شخصیت کے متعلق ہے تو اس کے بارے میں یہ ذکر نہیں ہوتا کہ شخصیات یا ’’اعلام‘‘ کے عنوان کے تحت ہے، بلکہ براہ راست اس شخصیت کا نام ذکر کر کے مضمون شائع کیا جاتا ہے۔[10]

انتظامیہ البینات

البینات عربی کی بنیاد مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ نے رکھی، اس وقت وہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ثالث تھے، تو ان کے زیر اہتمام البنیات عربی کی تاسیس بھی ڈالدی گئی، چنانچہ وہی اس کے مؤسس اول تھے، اور وہی اس کے ’’المشرف العام‘‘ (نگران اعلی) بھی تھے، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب

"المشرف العام" مقرر ہوئے، جبکہ ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب رحمہ اللہ کے بعد حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری اس کے "المشرف العام" متعین ہوئے ہیں۔[11]

اس کے بعد کا مرحلہ "رئیس التحریر" (چیف ایڈیٹر) کا ہے، البینات عربی کے رئیس التحریر ابتداء ہی سے اب تک حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف غزنوی صاحب حفظہ اللہ ہیں۔

باقی رہی مجلس مشاورت تو اس میں فی الوقت مندرجہ ذیل حضرات کی فہرست شامل ہے:

۱۔ حضرت مولانا احمد بنوری (نائب مہتمم جامعہ)

۲۔ حضرت مولانا امداد اللہ (ناظم تعلیمات جامعہ)

۳۔ حضرت مولانا محمد انور بدخشانی (شیخ الحدیث جامعہ)

۴۔ حضرت مولانا محمد زیب منجور

۵۔ حضرت مولانا قاری مفتاح اللہ

۶۔ حضرت مولانا فخر الاسلام مدنی[12]

الصحوة الأدبية (عربی جداریہ)

تعلیم وتربیت کے میدان میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں جس طرح دیگر شعبوں پر باضابطہ طلبہ مشق کرتے ہیں اور علوم وفنون کے حاصل کرنے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں، اسی طرح صحافت کے میدان میں بھی طلبہ کی طرف سے باقاعدہ سرگرمی پائی جاتی ہے، خصوصا عربی انشاء اور صحافت پر جامعہ میں طلبہ کے لئے الگ جداریہ مختص کیا گیا ہے جس میں طلبہ اپنے قلم سے جاری ہونے والے جوہر دکھاتے ہیں، ایک طرف تو عربی زبان وادب پر نوخیز طلبہ کے افکار کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری طرف صحافت کی دنیا میں ان کے ذہن میں موجود نئی تعبیروں کا بھی معاینہ ہوتا ہے، چنانچہ اس کے لئے جامعہ کے طلبہ کی طرف سے شائع ہونے والا جو

جداریہ متعین ہے، اسے الصحوۃ الأدبیۃ کا نام دے کر نوٹس بورڈ پر آویزان کیا جاتا ہے، اور وہیں وہ قائین کی نظر ہوتا، اور یہ جداریہ با قاعدہ طبع نہیں ہوتا، بلکہ طلبہ اپنے طور پر جو ادبی مضامین لکھتے ہیں، وہیں وہ نوٹس بورڈ پر آویزاں کیئے جاتے ہیں۔[13]

چنانچہ یہ یاتو کوئی مضمون نگار اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے، یا اگر کسی کی لکھائی بہتر نہ ہو اور وہ اچھا خوشنویس نہ ہو تو وہ کسی اور اچھے خوشخط لکھنے والے سے اپنا مضمون لکھوا دیتا ہے اس کے بعد یہ مضمون جداریہ کے نگران اعلی کی اجازت سے نوٹس بورڈ آویزاں کیا جاتا ہے۔

اس میں ہر درجہ کے ہر قسم کے طلبہ کرام حصہ لے سکتے ہیں، جس میں وہ کسی بھی قسم کے مضامین پر عربی زبان وادب میں اپنی مہارت وصلاحیت کا اظہار کر سکتے ہیں، اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ جو چیز طالب علم کے ذہن میں ہو گا، لکھنے سے وہ مزید پختہ ہو گا۔ جس کے نتیجے میں وہ بڑے بڑے عربی مجلات میں کچھ لکھنے کے عادی بن سکتے ہیں۔[14]

یہ جداریہ ہر اس طالب کے لئے فائدہ مند ہے جو عربی زبان کا عام شغف رکھتا ہو، چاہے وہ جامعہ کے ابتدائی درجات کا طالب علم ہو، یا عربی زبان میں خوب مہارت رکھنے والا ایک منتہی درجات کا ذہین ترین طالب علم ہو، یا کوئی بھی طالب علم جو عربی سے وابستہ رکھنے والا ہو، غرض اس جداریہ کا مطالعہ بھی ہر مطالعہ کرنے والے طالب علم یا باہر کے کسی شخص کے لئے عربی زبان کے ادب میں استفادہ سے ہر گز خالی نہیں ہو گا.[15]

الصحوۃ الادبیۃ کے اغراض ومقاصد

کسی کام کی ابتداء سے پہلے کچھ اہداف کو مد نظر رکھ کر ہی اس کام کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے، اور اس کے مقاصد ہی اس کام کے اچھے نتائج کے باعث بن سکتے ہیں، مقصد صحیح اور درست ہو تو نتیجہ بھی پھل دار ثابت ہو گا، اور اگر مقصد ہی درست اور صحیح طور وطریقہ پر نہیں ہو گا تو نتیجہ بھی اسی طرح کا ہو گا، نیز اگر ہدف معلوم ہو تو ہر کوئی اپنی منزل پر ٹھیک طرح سے پہنچ بھی سکتا ہے اور اسے حاصل بھی کر سکتا ہے، اس کے بر خلاف اگر ہدف معلوم نہ ہو تو نہ منزل پر پہنچنا آسان ہے، نہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اچھے ثمرات نکلنے کی امید کی جاسکتی ہے۔

اس اصول کو مد نظر رکھ کر جامعہ نے بھی اس جداریہ کے کچھ اہداف اور مقاصد وضع کیئے ہیں، جن کا ذکر درج ذیل سطروں میں کیا جاتا ہے:

ا۔ عربی زبان کی مہارات کو سامنے رکھ طلبہ کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا، تاکہ تمام طلبہ میں سے ہر ہر فرد میں تمام مہارتیں اکمل طریقے سے پائے جائیں۔ اور اس میں اس کے شوق ورغبت میں اضافہ ہو۔

۲۔ طلبہ کی استعداد کو تقویت دینا کہ وہ روزمرہ کی گفت وشنید میں عربی لب ولہجہ کا پابند بنیں، اور اسی کو اپنا مقصد سمجھیں، اسی پر کچھ لکھیں۔

۳۔ عربی زبان کو دیگر زبانوں کے مقابلے میں اعزاز اور قدر ومنزلت سے طلبہ کے سامنے پیش کرنا۔

۴۔ ادارے کے افراد میں ایسی مہارتوں کی تلاش ہو جو عربی زبان وبیان میں مدد کرے۔

۵۔ طلبہ کو اس چیز کی مشق کروانا کہ وہ مختلف موضوعات پر کسی بھی قسم کے مضامین میں عربی زبان وادب میں اپنی مہارت وصلاحیت کا اظہار کر سکیں۔[16]

اس جداریہ کے اندر طلبہ جن عنوانات پر عربی مضمون لکھ سکتے وہ درج ذیل ہیں۔

- اسلامی روایات کے آئینے میں کسی اصلاحی موضوع کو لے کر اس پر کلام کرنا۔
- کسی شخصیت کو لے کر اس کے اسلامی خدمات پر روشنی ڈالنا، اور اس کی زندگی کے احوال کو سامنے رکھ کر حاصل شدہ اسباق پر گفتگو کرنا۔
- عربی زبان وادب کے حوالے سے قصص وروایات، کہاوت وضرب المثل، یا کسی کلمہ یا جملہ کو لے کر اس کا تذکرہ یا اس پر بحث کرنا۔

بسا اوقات طلبہ اس میں اپنے بنائے ہوئے قصائد واشعار لکھ کر اسے دوسرے بڑے مجلات میں شائع کرنے کے ساتھ یہاں بھی شائع کرتے ہیں۔[17]

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ دینی مدارس کے عربی مجلات بالخصوص "سہ ماہی البینات عربی" پاکستان میں عربی زبان وادب کی نشرواشاعت میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ لہذا اس طرح کے مجلات کی حوصلہ افزائی اور اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے، چاہے وہ

تحریر کی صورت میں ہو، یا مختلف مکاتب و مدارس میں اس کی اجراء کی صورت میں ہو۔ بہر صورت اس کے ساتھ تعاون رکھنا چاہیے تا کہ مملکت خداداد میں عربی زبان وادب کے یہ چراغ سدا جلتے رہے اور لوگ اس سے مختلف حوالوں سے مستفید ہوتے رہیں۔

حوالہ جات

---

1 ۔ بینات، جمادي الاولی، ۱۳۸۲ھ، مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن، کراچی، ص ۴،۳

2 - بینات، جمادي الاولی، ۱۳۸۲ھ، مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن، کراچی، ص ۴،۳

3 - بینات، جمادي الاولی، ۱۳۸۲ھ، مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن، کراچی، ص ۵

4 - بینات، جمادي الاولی، ۱۳۸۲ھ، مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن، کراچی، ص ۵

5 - بینات، جمادي الاولی، ۱۳۸۲ھ، مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن، کراچی، ص ۷

6 - حوالہ بالا، ص ۸

7 - بینات الاولی، ۱۳۸، جمادي ۲ھ، مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن، کراچی، ص ۹

8 - حوالہ بالا، ص ۱۰

9 - بینات الاولی، ۱۳۸، جمادي ۲ھ، مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن، کراچی، ص ۱۰

10 - حوالہ بالا ص ۱۱

11 - https://www.banuri.edu.pk/ar/page

12 - حوالہ بالا۔

13 - https://www.banuri.edu.pk/ar/page

14 - https://www.banuri.edu.pk/ar/page

15 - حوالہ بالا۔

16 https://www.banuri.edu.pk/ar/page۔

17 - حوالہ بالا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.